# فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۶۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

**سوال**: نبی کریم ﷺ پر جادو کے حوالہ سے بعض روایات میں ہے کہ جس کنگھی اور جن بالوں پر جادو کیا گیا تھا، ان کو کنوئیں سے نکال لیا گیا تھا، جیسا کہ صحیح بخاری (۵۷۶۵) میں ہے اور بخاری ہی کی ایک روایت (۵۷۶۶) میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کنگھی کو کنوئیں سے نہیں نکالا۔

**جواب**: اس تعارض کو دور کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ : ذَكَرَ الْمُهَلَّبُ أَنَّ الرُّوَاةَ اخْتَلَفُوا عَلٰى هِشَام فِي إِخْرَاجِ السِّحْرِ الْمَذْكُورِ فَأَثْبَتَهٗ سُفْيَانُ وَجَعَلَ سُؤَالَ عَائِشَةَ عَنِ النُّشْرَةِ وَنَفَاهُ عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَجَعَلَ سُؤَالَهَا عَنِ الْاِسْتِخْرَاجِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْجَوَابَ وَصَرَّحَ بِهٖ أَبُو أُسَامَةَ قَالَ : وَالنَّظَرُ يَقْتَضِي تَرْجِيحَ رِوَايَةِ سُفْيَانَ لِتَقَدُّمِهٖ فِي الضَّبْط وَيُؤَيِّدُهٗ أَنَّ النُّشْرَةَ لَمْ تَقَعْ فِي رِوَايَةِ أَبِي أُسَامَةَ وَالزِّيَادَةُ مِنْ سُفْيَانَ مَقْبُولَةٌ لِأَنَّهٗ أَثْبَتُهُمْ وَلَا سِيَّمَا أَنَّهُ كَرَّرَ اسْتِخْرَاجَ السِّحْرِ فِي رِوَايَتِهٖ مَرَّتَيْنِ فَيَبْعُدُ مِنَ الْوَهْمِ وَزَادَ ذِكْرَ النُّشْرَةِ وَجَعَلَ جَوَابَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا بِلَا بَدَلًا عَنِ

الْاِسْتِخْرَاجِ، قَالَ : وَيَحْتَمَلُ وَجْهًا آخَرَ فَذَكَرَ مَا مُحَصِّلُهُ أَنَّ الْاِسْتِخْرَاجَ الْمَنْفِيَّ فِي رِوَايَةِ أَبِي أُسَامَةَ غَيْرُ الْاِسْتِخْرَاجِ الْمُثْبَتِ فِي رِوَايَةِ سُفْيَانَ فَالْمُثْبَتُ هُوَ اسْتِخْرَاجُ الْجُفِّ وَالْمَنْفِيُّ اسْتِخْرَاجُ مَا حَوَاهُ قَالَ وَكَأَنَّ السِّرَّ فِي ذٰلِكَ أَنْ لَّا يَرَاهُ النَّاسُ فَيَتَعَلَّمُهُ مَنْ أَرَادَ اسْتِعْمَالَ السِّحْرِ .

''علامہ ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا ہے: مہلب بن ابی صفرہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ رواۃ کا ہشام بن عروہ پر اختلاف ہے کہ جوانہوں نے جادو (والی کنگھی) کو نکالنے کے الفاظ ذکر کیے ہیں، سفیان نے اسے ثابت کیا ہے اور اسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نشرہ (جادو کا توڑ) کے متعلق سوال بنایا ہے۔ جبکہ عیسیٰ بن یونس نے اس کی نفی کی ہے اور اسے (کنگھی کو کنوئیں سے) باہر نکالنے کے متعلق سوال بنایا ہے، جواب ذکر نہیں کیا۔ لیکن اس جواب کی صراحت ابواسامہ نے اپنی روایت میں کی ہے۔ غور وفکر کے بعد ترجیح امام سفیان کی روایت کو حاصل ہے، کیونکہ وہ اعلیٰ درجہ کے ضابط ہیں۔ اس کی تائید یوں بھی ہوتی ہے کہ ابو اسامہ کی روایت میں نشرہ کا ذکر نہیں ہے، لہٰذا سفیان کی زیادت مقبول ہے، کیونکہ ان رواۃ میں سب سے زیادہ ثبت راوی سفیان ہیں۔ مزید یہ کہ سفیان نے جادو کے استخراج کا ذکر دو مرتبہ کیا ہے، لہٰذا وہم کا خدشہ نہ رہا، سفیان نے نشرہ کا بھی ذکر کر دیا اور ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوال کے جواب میں ''نہیں'' کہا۔ اس کا ایک اور جواب بھی ہوسکتا ہے کہ ابواسامہ کی روایت میں جس استخراج کی نفی کی گئی ہے، وہ اس استخراج کے علاوہ ہے،

جس کا سفیان کی روایت میں اثبات کیا گیا ہے۔جس میں استخراج کا اثبات ہے،اس سے مراد (کنوئیں سے) شگوفہ نکالنا ہے۔جس کی نفی کی گئی ہے،اس سے مراد اس شگوفے میں لپیٹی ہوئی اشیا کو نکالنا ہے۔اس میں حکمت یہ تھی کہ کہیں لوگ اسے دیکھ نہ لیں اور جادو کرنے والے اسے سیکھ نہ لیں۔''

(فتح الباري: 10/234-235)

**سوال**: کیا پیسے گنتے وقت بسم اللہ پڑھنا جائز ہے؟

**جواب**: جی ہاں، پیسے گنتے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

**سوال**: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ يُصَلِّي فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَى الْأَرْضِ فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ، فَتَنَاوَلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَعْلِهٖ فَقَتَلَهَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ : أَخْزَى اللّٰهُ الْعَقْرَبَ، مَا تَدَعُ مُصَلِّيًا وَلَا غَيْرَهٗ وَلَا مُؤْمِنًا وَلَا غَيْرَهٗ إِلَّا لَدَغَتْهُ، ثُمَّ دَعَا بِمِلْحٍ وَمَاءٍ فَجَعَلَهٗ فِي إِنَاءٍ وَجَعَلَ يَصُبُّهٗ عَلٰى إِصْبَعِهٖ حَيْثُ لَدَغَتْهُ وَيَمْسَحُهَا وَيُعَوِّذُهَا بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ.

''ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر ہاتھ رکھا،تو بچھو نے کاٹ لیا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جوتے سے مار دیا،نماز سے فارغ ہوئے،تو فرمایا:اللہ تعالیٰ بچھو کو برباد کرے،نماز کے اندر اور باہر، نبی اور غیر نبی ہر کسی کو کاٹ لیتا ہے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی اور نمک منگوایا،اسے ایک

برتن میں ڈالا اور انگلی کے جس حصہ پر بچھو نے کاٹا تھا، اس پر نمک والا پانی بہانے لگے، اسے ملنے لگے اور معوذتین کا دم کرنے لگے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة : 29801، المعجم الصّغير للطّبراني : 830)

**جواب**: یہ روایت محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ کی مرسل ہے، اسے موصول بیان کرنا خطا ہے، اس کا مرسل ہونا ہی درست ہے، جیسا کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(عِلَل الدّارقطني : 122/4)

**سوال**: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ إِلَّا مَا جَعَلْتَهٗ سَهْلًا، وَاَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزَنَ إِذَا شِئْتَ سَهْلًا .

”اے اللہ! کوئی کام بھی مشکل نہیں، سوائے اس کام کے جسے تُو مشکل بنا دے اور تُو جب چاہے مشکل کام کو آسان بنا دیتا ہے۔“

(صحيح ابن حبان : 974؛ وأخرجه ابن السُنّي : 352؛ وأخرجه محمد بن أبي عمر المدني في مسنده كما في المَقاصد الحَسنة للسّخاوي : 176؛ ومن طريقة قِوام السّنة الأصبهاني في التّرغيب والتّرهيب : 147/2؛ ح : 1327، والضّياء المقدسي في الأحاديث المُختارة : 1684، 1685)

**جواب**: اس روایت کو موصول بیان کرنا خطا ہے، یہ ثابت بنانی رحمہ اللہ کی مرسل ہے، اس کا مرسل ہونا ہی درست ہے، جیسا کہ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم : 2074)

**سوال**: مندرجہ ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پڑھایا، اس میں یہ دعا پڑھی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا، وَمَيِّتِنَا، وَصَغِيرِنَا، وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، اللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْإِيمَانِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْإِسْلَامِ، اللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ، وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ.

''اللہ! ہمارے زندہ، فوت شدگان، چھوٹوں، بڑوں، مردوں، عورتوں، حاضر اور غائب کو معاف فرما، الٰہی! ہم میں سے جسے زندہ رکھے، اسے ایمان پر زندہ رکھ، جسے فوت کرے اسے اسلام پر فوت کر، اللہ! ہمیں اس میت کے اجر سے محروم نہ کرنا اور ہمیں اس کے بعد گمراہ نہ کر دینا۔''

(سنن أبي داوٗد: 3201)

**جواب**: یہ ابوسلمہ رحمہ اللہ کی مرسل (ضعیف) ہے، یہی راجح ہے، اس میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یا سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خطا ہے، جیسا کہ امام ابوحاتم رازی اور امام دارقطنی رحمہما اللہ نے فرمایا ہے۔

(عِلَل ابن أبي حاتِم: 1047، 1058، علل الدارقطني: 1794)

**سوال**: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّهٗ دَخَلَ هُوَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَجَافَ الْبَابَ وَالْبَيْتُ إِذْ ذَاكَ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ، فَمَضٰى

حَتّٰى إِذَا كَانَ بَيْنَ الْاُسْطُوَانَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ بَابَ الْكَعْبَةِ، جَلَسَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، وَسَاَلَهٗ وَاسْتَغْفَرَهٗ، ثُمَّ قَامَ حَتّٰى اَتٰى مَا اسْتَقْبَلَ مِنْ دُبُرِ الْكَعْبَةِ فَوَضَعَ وَجْهَهٗ وَخَدَّهٗ عَلَيْهِ، وَحَمِدَ اللّٰهَ، وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، وَسَاَلَهٗ، وَاسْتَغْفَرَهٗ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلٰى كُلِّ رُكْنٍ مِنْ اَرْكَانِ الْكَعْبَةِ فَاسْتَقْبَلَهٗ بِالتَّكْبِيرِ، وَالتَّهْلِيلِ، وَالتَّسْبِيحِ، وَالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ، وَالْمَسْاَلَةِ، وَالْاِسْتِغْفَارِ، ثُمَّ خَرَجَ، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ وَجْهِ الْكَعْبَةِ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: هٰذِهِ الْقِبْلَةُ، هٰذِهِ الْقِبْلَةُ.

''وہ اور رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انہوں نے دروازہ بند کر دیا، بیت اللہ ان دنوں چھ ستونوں پر مشتمل تھا، آپ دروازے کی جانب والے دو ستونوں کے پاس بیٹھ گئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، اللہ تعالیٰ سے سوال اور مغفرت طلب کی، پھر آپ اُٹھے، کعبہ کی دیوار کے پاس آئے، اپنا چہرہ اور رخسار اس پر رکھا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، اس سے سوال کیا اور بخشش طلب کی، پھر کعبہ کے کونوں میں سے ہر کونے کے پاس تشریف لائے، تکبیر، تہلیل، اللہ کی حمد و ثنا، سوال اور استغفار کے ساتھ اس کا استقبال کیا، پھر آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے دو رکعت نماز پڑھی، پھر آپ واپس پلٹے اور فرمایا: یہ قبلہ ہے، یہ قبلہ ہے۔''

(سنن النّسائي : 2914)

**جواب**: سند منقطع ہے، عطاء کا سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔

**سوال**: کیا جانوروں کو میدان حشر میں جمع کیا جائے گا؟

**جواب**: دلائل سے ثابت ہے کہ جانور بھی میدان محشر میں جمع کیے جائیں، مگر انہیں جنت یا جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا، بلکہ جن جانوروں نے ایک دوسرے پر ظلم کیا ہوگا، انہیں پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، پھر انہیں فنا کر دیا جائے گا۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَّطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ﴾

(الأنعام : ٣٨)

''زمین کے تمام چوپائے اور اڑنے والے پرندے تمہاری طرح ہی مخلوق ہیں، ہم سے کتاب (لوح محفوظ) میں کوئی شے نہیں چوکی، پھر سب کو اپنے رب کی طرف (محشر میں) جمع کیا جائے گا۔''

❁ نیز فرمان الٰہی ہے:

﴿وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ﴾(التّكوير : ٥)

''جب تمام درندوں کو جمع کیا جائے گا۔''

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقَ إِلٰى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ، مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ .

''قیامت کے دن آپ لوگوں کو حقوق کی ادائیگی کرنی پڑے گی، حتیٰ کہ بغیر سینگ والی بکری اور سینگ والی بکری میں بدلہ لیا جائے گا۔''

(صحيح مسلم : 2582)

❁ اس حدیث کی شرح میں حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا تَصْرِيحٌ بِحَشْرِ الْبَهَائِمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِعَادَتِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا يُعَادُ أَهْلُ التَّكْلِيفِ مِنَ الْآدَمِيِّينَ وَكَمَا يُعَادُ الْأَطْفَالُ وَالْمَجَانِينُ وَمَنْ لَمْ تَبْلُغْهُ دَعْوَةٌ وَعَلٰى هٰذَا تَظَاهَرَتْ دَلَائِلُ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ﴾ وَإِذَا وَرَدَ لَفْظُ الشَّرْعِ وَلَمْ يَمْنَعْ مِنْ إِجْرَائِهٖ عَلٰى ظَاهِرِهٖ عَقْلٌ وَّلَا شَرْعٌ وَجَبَ حَمْلُهٗ عَلٰى ظَاهِرِهٖ .

''یہ حدیث صراحت کرتی ہے کہ روز قیامت جانوروں کو بھی جمع کیا جائے گا اور انہیں بھی دوبارہ زندہ کیا جائے گا، جیسے انسانوں میں مکلّف بالغوں، بچوں، مجنونوں اور ان لوگوں کو زندہ کیا جائے گا، جنہیں دعوت نہیں پہنچی ہوگی۔ اس بارے میں قرآن وسنت کے دلائل بہت واضح ہیں، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ﴾ ''جب درندوں کو جمع کیا جائے گا۔'' شرح میں جب ایک لفظ وارد ہو اور اس سے ظاہری معنی لینے سے عقل یا شرعی دلیل مانع نہ ہو، تو اسے ظاہر پر محمول کرنا واجب ہے (جیسا کہ یہاں ہے)۔''

(شرح النّووي : 136/16)

**سوال**: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَكْثَرُ مُنَافِقِي أُمَّتِي قُرَّاؤُهَا .

''میری اُمت کے اکثر منافقین قاری ہوں گے۔''

(مسند الإمام أحمد : 175/2)

**جواب**: اس کی سند حسن ہے۔

❁ حافظ عقیلی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صالح'' کہا ہے۔

(الضّعفاء الكبير :498/1، التأصيل)

❁ اس حدیث کے مفہوم میں حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ أَنْ يَّعْتَادَ تَرْكَ الْإِخْلاصِ فِي الْعَمَلِ .

''اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ وہ اعمال میں اخلاص کے تارک ہوں گے۔''

(شرح السّنة :77/1)

**سوال**: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ ازرق بن قیس بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے:

رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَهُوَ يَعْجِنُ فِي الصَّلَاةِ يَعْتَمِدُ عَلٰى يَدَيْهِ إِذَا قَامَ، فَقُلْتُ : مَا هٰذَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِنُ فِي الصَّلَاةِ .

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، وہ نماز میں مٹھی بند کر کے ٹیک لگا کر اٹھتے تھے، میں نے پوچھا: ابو عبد الرحمن (سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت)! یہ کیا ہے؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز

میں (اٹھتے وقت) مٹھی بند کر کے ٹیک لگاتے تھے۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 4007، غريب الحديث لإبراهيم الحَربي : 525/2)

**جواب:** سند ضعیف ہے۔ ہیثم بن عمران ''مجہول الحال'' ہے، صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات (۷/ ۵۷۷)'' میں ذکر کیا ہے۔

❁ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز پڑھ کر دکھاتے ہیں:

إِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ عَنِ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ جَلَسَ وَاعْتَمَدَ عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ قَامَ .

''آپ رضی اللہ عنہ نے جب دوسرے سجدہ سے سر اٹھایا، تو بیٹھ گئے، زمین پر ٹیک لگائی، پھر (اگلی رکعت کے لیے) کھڑے ہوئے۔''

(صحيح البخاري : 824)

❁ ازرق بن قیس بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ نَهَضَ فِي الصَّلَاةِ وَيَعْتَمِدُ عَلٰى يَدَيْهِ .

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، جب نماز میں کھڑے ہوتے، تو دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 3996، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ خالد حذاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ أَبَا قِلَابَةَ، إِذَا سَجَدَ بدأَ فَوَضَعَ رُكْبَتَيْهِ، وَإِذَا قَامَ اعْتَمَدَ عَلٰى يَدَيْهِ .

''میں نے ابوقلابہ رحمہ اللہ کو دیکھا، جب سجدہ میں جاتے، تو پہلے گھٹنے لگاتے،

جب سجدہ سے (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے، تو دونوں ہاتھ سے ٹیک لگاتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2708، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ خالد حذاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ الْحَسَنَ يَخِرُّ فَيَبْدَأُ بِيَدَيْهِ، وَيَعْتَمِدُ إِذَا قَامَ.

''میں نے حسن بصری رحمہ اللہ کو دیکھا، وہ سجدہ میں پہلے ہاتھ لگاتے تھے اور جب (دوسرے رکعت کے لیے) اٹھتے، تو (ہاتھوں سے) ٹیک لگاتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2708، وسندهٗ صحيحٌ)

نماز میں اٹھتے وقت ہاتھوں پر ٹیک لگانی چاہیے، خواہ مٹھی بند کر کے ٹیک لگائیں، خواہ ہتھیلیوں کے بل اٹھیں، دونوں طرح درست ہے۔

**سوال**: کیا سجدوں کے درمیان ذکر مسنون ہے؟

**جواب**: سجدوں کے درمیان مسنون ذکر ہے۔

❁ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھتے تھے۔

رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي.

''اے میرے رب! مجھے بخش دے، اے میرے رب! مجھے بخش دے۔''

(سنن أبي داود : 874؛ سنن النّسائي : 1070؛ وسندهٗ صحيحٌ)

❁ اس سنت کے برخلاف علمائے احناف لکھتے ہیں:

لَيْسَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ذِكْرٌ مَسْنُونٌ عِنْدَنَا.

''ہمارے نزدیک دوسجدوں کے درمیان کوئی مسنون ذکر نہیں۔''

(الغاية في شرح الهداية للسّروجي : 180/3)

❀ امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (۱۰۱ھ) نے لوگوں کی طرف یہ خط لکھا:

لَا رَأْيَ لِأَحَدٍ مَّعَ سُنَّةٍ سَنَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''طریق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کسی اور کی پیروی درست نہیں۔''

(التّاريخ الكبير لابن أبي خَيثمة : 9335، وسندهٗ صحيحٌ)

**سوال**: بوقت سجدہ پاؤں کی انگلیوں کا رُخ کس طرف ہونا چاہیے؟

**جواب**: سجدہ میں پاؤں کی انگلیوں کو موڑ کر قبلہ رخ کرنا چاہیے، یہی مسنون ہے۔

❀ سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا:

...... وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ .

''......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سجدہ میں) پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کیا ہوا تھا۔''

(صحيح البخاري : 828)

❀ نیز بیان کرتے ہیں:

...... وَفَتَخَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ .

''...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (سجدہ میں) پاؤں کی انگلیوں کو (قبلہ کی طرف) موڑا ہوا تھا۔''

(سنن النّسائي : 688، سنن التّرمذي : 304، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' کہا ہے، جبکہ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ

(علل الحدیث: ۲/۳۹۰) امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۵۸۷)، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۹۲)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۸۶۵) اور حافظ خطابی رحمہ اللہ (معالم السنن: ۱/ ۱۹۴) نے اس حدیث کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

- حافظ نووی رحمہ اللہ نے بھی اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام: 353/1)

- علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(نُخب الأفكار: 150/4)

**سوال**: درج ذیل روایت کی مفہوم کیا ہے؟

- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رُبَّمَا حَضَرَ الصَّلَاةَ وَهُوَ فِي بَيْتِنَا، فَيَأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِي تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ وَيُنْضَحُ، ثُمَّ يَقُومُ وَنَقُومُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّي بِنَا.

''کبھی ایسا ہوتا کہ نماز (چاشت) کا وقت ہو جاتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما ہوتے، تو چٹائی بچھانے کا فرماتے، اسے جھاڑو سے صاف کیا جاتا اور اس پر پانی چھڑکا جاتا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہو جاتے، ہم آپ کے پیچھے صف بنا لیتے، آپ ہمیں نماز پڑھاتے۔''

(صحيح البخاري: 6203، صحيح مسلم: 259)

**جواب**: یہ نفل نماز ہوتی تھی، جیسا کہ صحیح بخاری (۱۹۸۲) میں ہے:

صَلّٰى غَيْرَ الْمَكْتُوبَةِ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہمیں) نفل نماز پڑھائی۔''

**سوال**: کیا آدم علیہ السلام کا مہر درود تھا؟

**جواب**: بیان کیا جاتا ہے کہ سیدہ حواء علیہا السلام کا حق مہر یہ مقرر کیا گیا کہ سیدنا آدم علیہ السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر درود پڑھیں۔

(بُستان الواعظين لابن الجوزي، ص 307، بحار الأنوار للمَجلسي الرافضي : 33/15)

جھوٹ ہے، باوجود بسیار کوشش کے، اس کی سند پر اطلاع نہیں ہو سکی۔

**سوال**: کیا حفص بن سلیمان القاری ''کذاب'' ہے؟

**جواب**: حفص بن سلیمان القاری ''ضعیف ومتروک'' راوی ہے، البتہ اس پر ''کذاب'' کی جرح ثابت نہیں۔ اسے ابن خراش نے ''کذاب'' قرار دیا ہے، ابن خراش خود متکلم فیہ ہے، لہٰذا اس کی جرح قبول نہیں۔ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے اسے ''کذاب'' کہنا ثابت نہیں، اس میں ابن مُحرِز کی توثیق نہیں۔

حفص بن سلیمان قرأت کے امام ہیں، قرأت حفص متواتر ہے، ان پر جرح قرأت کے باب میں مضر نہیں، روایت حدیث میں مضر ہے۔

**سوال**: درج ذیل روایت کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا .

''جب امام قرأت کرے، تو آپ خاموش رہیں۔''

(صحيح مسلم معلقًا، تحت الحديث : 404)

**جواب**: یہ الفاظ غیر محفوظ ہیں۔ راوی کا وہم وتخلیط ہیں۔ علل حدیث کے کبار ائمہ کرام ان الفاظ کو خطا قرار دیتے ہیں۔ بشرطِ صحت ان الفاظ کو فاتحہ کے بعد والی قرأت پر

محمول کیا جائے گا۔

**سوال**: درج ذیل آیت مبارکہ میں ''تین اندھیروں'' سے کیا مراد ہے؟

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ﴾ (الزّمر : ٦)

''وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں پیدا کرتا ہے، ایک کیفیت سے دوسری کیفیت میں منتقل کرتا ہے، یہ تین اندھیرے ہیں۔''

**جواب**: تین اندھیروں سے مراد یہ ہیں؛ ① پیٹ کا اندھیرا ② رحم کا اندھیرا ③ اس جھلی کا اندھیرا، جو بچے کے اوپر لپٹی ہوتی ہے۔

**سوال**: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو الوداع کرتے تو اس وقت تک اس کا ہاتھ تھامے رکھتے جب تک وہ خود ہاتھ چھڑوا نہ لیتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكَ، وَاَمَانَتَكَ، وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ .

''میں آپ کا دین، امانت اور آخری عمل اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔''

(سنن التّرمذي : 3443)

**جواب**: روایت ضعیف ہے، اسے سالم عن ابن عمر کی سند سے بیان کرنا خطا ہے، جیسا کہ امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(علل الحديث : 790)

اس حدیث کی دیگر ضعیف سندیں بھی ہیں۔

**سوال:** کیا نماز میں ثناء پڑھنا ثابت ہے؟

**جواب:** نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھنا ثابت ہے۔

❀ اسود بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ نے تکبیر تحریمہ کہی، پھر یہ دعا پڑھی:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.

''اللہ! تو اپنی تعریف کے ساتھ پاک ہے، تیرا نام بابرکت ہے، تیری شان بلند ہے، تیرے سوا کوئی الہ نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :230/1، سنن الدّارقطني :300/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اس بارے میں مرفوع روایت ثابت نہیں۔

**سوال:** ایک شخص نے زنا سے توبہ کی، مگر وہ سود سے تائب نہیں ہوا، کیا اس کی توبہ قبول ہے؟

**جواب:** ایک گناہ سے توبہ کر لی، تو وہ توبہ صحیح ہے، خواہ وہ دوسرا گناہ کرتا رہے، مگر یہ یاد رہے کہ اس پر تمام کبائر سے توبہ کرنا ضروری ہے۔

**سوال:** کیا نماز میں کندھے کے برابر ہاتھ اُٹھانا ثابت ہے؟

**جواب:** نماز میں ہاتھ کندھے تک اُٹھانا ثابت ہے۔

❀ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا:

إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ.

''آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے۔''

(صحيح البخاري : 736، صحيح مسلم : 390)

❁ سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ .

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے جب اللہ اکبر کہا، تو ہاتھ کندھوں کے برابر کیے۔''

(صحيح البخاري : 828)

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرائت مکمل کر کے رکوع کا ارادہ کرتے، تو رفع الیدین کرتے، رکوع سے سر اٹھا کر بھی رفع الیدین کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں بیٹھے ہوئے رفع الیدین نہیں کرتے تھے، دو رکعتوں سے اٹھ کر بھی رفع الیدین کرتے اور اللہ اکبر کہتے تھے۔

(سنن أبي داوٗد : 744، سنن التّرمذي : 3423، مسند أحمد : 93/1، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، کہا ہے، امام احمد بن حنبل (فتح الباری لابن رجب : ۴/۳۲۰، نصب الرایۃ للزیلعی : ۱/۴۱۲) اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۵۸۴) نے ''صحیح''، کہا ہے۔

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(الخِلافيّات، تحت الحديث : 11671)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے ہیں:

كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ .

''آپ ﷛ نماز شروع کرتے وقت کندھوں کے برابر رفع الیدین کرتے تھے۔''

(مؤطأ الإمام مالك :77/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سالم بن عبداللہ بن عمر ﷫ کے بارے میں ہے:

كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ .

''آپ ﷫ کندھوں کے برابر رفع الیدین کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2424، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ محمد بن سیرین ﷫ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ .

''آپ ﷫ کندھوں کے برابر رفع الیدین کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2417، وسندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ رفع الیدین میں کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھانا بھی جائز ہے۔

❁ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

مَا رَوَاهُ يُحْمَلُ عَلٰى حَالَةِ الْعُذْرِ .

''کندھوں کے برابر جتنی روایات ہیں، سب حالت عذر پر محمول ہیں۔''

(الهداية :99/1)

❁ اس تاویل کے رد میں علامہ عینی حنفی ﷫ (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

لَا حَاجَةَ إِلٰى هٰذِهِ التَّكَلُّفَاتِ .

''ان احادیث کے جواب میں ایسے تکلفات کی کوئی ضرورت نہیں۔''

(البِناية شرح الهداية : 172/2)

❀ شارح ہدایہ، ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ (٨٦١ھ) لکھتے ہیں:

لٰكِنَّ الْحَقَّ أَنْ لَا مُعَارَضَةَ كَمَا أَسْمَعْتُكَ فَلَا حَاجَةَ إِلٰى هٰذَا الْحَمْلِ لِيَدْفَعَ التَّعَارُضَ .

''حق یہ ہے کہ ان احادیث سے معارضہ نہیں کرنا چاہیے، جیسا کہ میں نے بیان کر دیا ہے، لہٰذا تعارض دور کرنے کے لیے ایسی تاویلیں کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔''

(فتح القدير :282/1)

(سوال): تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھوں کو چھوڑ کر باندھنا کیسا ہے؟

(جواب): ثابت نہیں۔ تکبیر تحریمہ کے متصل بعد ہاتھ باندھ لینے چاہییں، احادیث سے یہی ثابت ہے۔

(سوال): کیا دعا مانگتے ہوئے ایک دعا تین مرتبہ مانگی جا سکتی ہے؟

(جواب): جی ہاں۔ ایسا کرنا مسنون ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ إِذَا دَعَا دَعَا ثَلَاثًا، وَإِذَا سَأَلَ سَأَلَ ثَلَاثًا .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگتے، تو تین تین بار کلمات کہتے، جب اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرتے، تو تین مرتبہ کرتے۔''

(صحيح مسلم : 1794)

(سوال): کھانا کھانے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کیسا ہے؟

(جواب): کھانے کے بعد مسنون دعائیں پڑھنی چاہیے، ہاتھ بلند کرنا ثابت نہیں۔

(سوال): کیا بغیر عمامہ نماز پڑھنا مکروہ ہے؟

(جواب): عمامہ کے بغیر نماز پڑھنا مکروہ نہیں، کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔ سر ڈھانپنے یا سر ننگا رکھنے کا نماز سے کچھ تعلق نہیں۔

(سوال): میت کو دفن کرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کیسا ہے؟

(جواب): میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر دعا مسنون ہے۔

❁ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفن کر لیتے، تو وہاں کھڑے ہو کر فرماتے: اپنے بھائی کے لیے مغفرت طلب کریں اور اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا کریں، کیونکہ اب اس سے سوال و جواب ہوں گے۔''

(سنن أبي داوٗد: 3221، السّنن الكبرىٰ للبيهقي: 56/6، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام حاکم رحمہ اللہ (371/1) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ منذری رحمہ اللہ (البدر المنیر لابن الملقن: 331/5) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (نتائج الافکار: 423/4) نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب میں سے ہے، اس سے دعا کی قبولیت کی اُمید بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح دعا میں قبلہ رخ ہونا بھی دعا کا ادب ہے۔ تو جب اس موقع پر دعا کا مسنون ہونا ثابت ہو گیا، تو اس میں ہاتھ اٹھانا بھی جائز ہوا۔